عصمتِ انبیاء علیہم السّلام

ختم المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت زینبؓ بنتِ جحشؓ

(مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی)

برہان کے گذشتہ نمبروں میں عنوان بالا کے نام سے ایک سلسلۂ مضامین تسلسل کے بغیر ہدیۂ ناظرین ہوتا رہا ہے۔ مضمون زیر بحث بھی اُسی سلسلہ کی ایک قسط ہے۔

مضامین کا یہ سلسلہ شروع ہی سے چار بنیادی نظریوں پر قائم ہے۔

(۱) عصمتِ انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ اسلامی عقائد میں اساسی مسئلہ ہو اور ضروریات دین میں شمار ہوتا ہے۔

(۲) اس لئے نصوص شرعیہ پر اس کا مدار ہے اور ایک نص بھی ایسی نہیں پائی جاتی جو اس عقیدہ کے تزلزل کا باعث ہو۔

(۳) صحیح روایات و احادیث بھی اسی کی تائید کرتی ہیں، اور جو روایات اسکو کمزور کرتی یا اُس کی مخالف نظر آتی ہیں وہ موضوع یہود کی روایات سے ماخوذ اور اسرائیلیات کی پیش پا افتادہ روایات و خرافیات میں شمار ہوتی ہیں اور اسلامیات میں اُنکی کوئی وقعت نہیں ہو

(۴) جن حاطب اللیل مفسرین نے جرح و قدح کے بغیر ان خرافیات کو کتب تفسیر میں نقل کر دیا ہے اُنھوں نے سخت مہلک غلطی کی ہے اور اس لئے اُس پر تنبیہ ازبس ضروری ہے تاکہ عوام و خواص انبیاء علیہم السّلام کی پاک اور مقدس زندگی کے بارہ میں ہر قسم کے

[illegible] محمد حفظ الرحمن

اسرائیلیات کے خرافی اور ناپاک سلسلۂ روایات نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ختم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بھی ہدف بنائے بغیر نہ چھوڑا۔ اور یہود کی بہتان طرازیوں، اور طولِ شب ہجر کی طرح طویل افسانوی روایتوں نے اس مقام پر بھی اپنی دراندازیوں سے دست کشی نہیں کی ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں ۔۔۔ تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

انھوں نے جو کچھ کیا سو کیا حیرت ان حاطب اللیل مگر سادہ لوح مفسرین پر ہے جنھوں نے اس خیال کو سامنے لائے بغیر کہ ان جھوٹی اور گندہ روایات سے انبیاء علیہم السلام کی شانِ رفیع پر کیا اثر پڑیگا بغیر جرح و قدح کے ان کو روایت کر دیا اور اس طرح وہ نقل ہوتی چلی آئیں اور دشمنانِ دین کو دراندازی کا موقعہ بہم پہنچاتی رہیں۔

ناسپاسی ہوگی اگر اسی کے ساتھ یہ بھی ظاہر نہ کر دیا جائے کہ جہاں بعض مفسرین نے اس غلطی کا اقدام کیا دوسرے اہل نقد و تحقیق مفسرین، محدثین اور ارباب سیر مصنفین مسلسل ان روایات کی تغلیط اور اصل حقیقت کو واشگاف اور روشن کرتے چلے آئے ہیں، اور دلائل و براہین اور اصول روایت و درایت سے ان کی خرافیت و ہزلیت کا پول کھولتے رہے ہیں۔

پس برہان کے صفحات پر ان ہی ارباب تحقیق کا نقش ثانی ثبت کرنا مقصود ہے تاکہ ہماری زبان بھی اس علمی ذخیرے سے محروم نہ رہے اور اردو داں حضرات اس سے استفادہ کر سکیں۔

زیر بحث مسئلہ میں جس واقعہ کی جانب ہمارا روئے سخن ہے قرآنی تاریخ کا وہ اہم واقعہ ہے جو انسدادِ تبنیت (بے پالک کی رسم کے انسداد) کے سلسلہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پیش آیا۔

اصل واقعہ قرآن عزیز اور صحیح احادیث کے پیش نظر اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ عرب کے ایک مشہور اور معزز قبیلہ کے فرد تھے مگر بچپن ہی میں ڈاکوؤں نے اُن کو پکڑ کر حجاز کے بازار میں غلام بنا کر بیچ ڈالا، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ماموں نے اُن کو خرید لیا، اور حضرت خدیجہ کو ہبہ کر دیا، جب حضرت خدیجہ کو ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہوا تو انھوں نے حضرت زید کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا، آپ زید سے بے انتہا محبت کرتے اور اولاد کی طرح اُن کی پرورش فرماتے تھے حتیٰ کہ آپ نے اُن کو آزاد کر کے منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا اور اس لئے سب اُن کو زید بن محمد ہی کہنے لگے۔

ایک سفر میں جبکہ آپ کے ساتھ حضرت زید بھی تھے اُس قبیلہ پر آپ کا گذر ہوا جو زید کا قبیلہ تھا، اُن کے والدین اور بھائیوں نے سُنا تو خدمت اقدس میں دوڑے آئے اور عرض کیا کہ معاوضہ لے کر زید کو ہمارے حوالہ کر دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر زید اس کو پسند کریں تو بغیر معاوضہ لے جا سکتے ہو۔ ابھی زید نوعمر ہی تھے جب معاملہ اُن تک پہنچا تو انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت چھوڑنے اور والدین کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا، کہنے لگے جو پیار و محبت کا معاملہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ فرماتے ہیں مجھے وہ نہ والدین سے نصیب ہو سکتا ہے اور نہ کسی عزیز و رشتہ دار سے۔

بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے حضرت زید سن رشد کو پہنچے تو حضورؐ نے چاہا کہ اُن کی شادی اپنے خاندان میں کر دیں تاکہ اُن کو فردِ خاندان ہونے کا شرف بھی حاصل ہو جائے نظر انتخاب حضرت زینب بنت جحش پر پڑی یہ امیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی زاد بہن تھیں۔ اس لئے خود حضرت زینب اور ان کے بھائی کو یہ رشتہ پسند نہ ہوا کیونکہ یہ خانوادۂ ہاشمی و قریشی کی معزز خاتون اور حضرت زید پر داغِ غلامی لگا ہوا۔

اسلام اس قسم کے تفاخر کو کب پسند کر سکتا، اور اس موہوم تفوّق اور برتری کو کب نظر میں رکھ سکتا تھا خصوصاً جبکہ خاندانِ رسول میں یہ بدعت نظر آئے۔ چنانچہ آیت ذیل نازل ہوئی۔

وماکان لِمومنٍ ولا مومنةٍ اِذا	اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا اور نہ ایماندار
قضی اللّٰہُ ورسولہ امراً ان	عورت کا جبکہ مقرر کردے اللہ اور اُس کا
یکون لھم الخیرۃ مِنْ اَمرِھم،	رسول کوئی کام کہ اُن کو رہے اختیار اپنے
ومن یعص اللّٰہ ورسولہ فقد	کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور
ضلّ ضلالاً مُبیناً	اُس کے رسول کی سو وہ راہ بھولا صریح
(احزاب)	چوک کر۔

حضرت زینب اور ان کے بھائی کی نارضامندی کا معاملہ صرف خاندانی عصبیت پر مبنی تھا سرکشی پر نہ تھا اس لئے جونہی اُن کو یہ معلوم ہوا کہ یہ اللہ اور اُس کے رسول کا حکم ہے صرف مشورہ نہیں ہے تو اُنھوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا اور حضرت زید سے حضرت زینب کا عقد ہو گیا۔

اگرچہ برتری و کہتری کے امتیازی خیالات احکامِ شرع کے سامنے ماند پڑ گئے تھے مگر وہ حضرت زینب کے دماغ سے بالکل محو نہ ہو سکے۔ اس لئے زن و شو کے درمیان اَن بن رہنے لگی اور باہمی ازدواجی تعلقات میں خوشگواری نہ پیدا ہو سکی۔

روز روز کی اس کشمکش سے تنگ آکر حضرت زید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں حضور! اجازت دی جائے کہ میں زینب کو طلاق دیدوں، مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو ایسا کرنے سے باز رکھتے اور اُن کو نصیحت فرماتے کہ وہ اس رشتہ کو قطع نہ کریں جس کو اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے زیر اثر زینب اور اُن کے بھائی نے منظور کیا اور اپنی ذاتی مرضی و خواہش کو ارشاد ربانی پر قربان کر دیا۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ — وہ وقت یاد کرو جب تم اُس شخص سے کہہ رہے تھے

وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ — جس پر اللہ نے اور تم نے انعام واکرام کیا، کہ اپنی بیوی

زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰہَ — کو طلاق نہ دے اور خدا کے خوف سے ڈر۔

ادہر تو یہ گفتگو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید کے درمیان جاری تھی اور دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی وحی نے آپ پر یہ واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اُس کی حکمت بالغہ کا یہ تقاضہ ہے کہ منہ بولے بیٹے (متبنیٰ) کو حقیقی بیٹا بنانے اور گود لینے (تبنیت) کی رسم کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے اور اس فاسد رسم کا قلع قمع محض قول وگفتار کے احکام سے انجام نہ پائے بلکہ پیغمبر کے عمل وکردار سے اس کا فیصلہ کرایا جائے اس لئے زید بہرحال طلاق دیگا اور تم کو زینب کو عقد میں لینا ہوگا۔ تاکہ تبنّی کی رسم بد کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ زینب کے زخم کا اندمال بھی ہو جائے جو زید کے عقد میں آکر طلاق پانے سے اُن کے اور اُن کے ذی وجاہت خاندان کے لئے سُبکی اور خفت کی شکل میں ظاہر ہوا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وحی الٰہی کے آگاہی پر اس حقیقت سے آشنا ہو چکے تھے مگر اس پر بھی حضرت زید کو بار بار طلاق نہ دینے کی ترغیب دیتے تھے کیونکہ بہ تقاضائے بشریت آپ کے دل میں یہ قلق واضطراب تھا کہ اگر زید نے طلاق دی اور زینب میرے عقد میں آئیں تو آئین عرب کے مطابق تمام قریش تہمت رکھیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا کیونکہ اُن کی نگاہ میں متبنیٰ تمام احکام میں حقیقی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا۔

اس بشری اضطراب کو بھی حق تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر رسول کے مرتبہ کے لائق نہ جان کر اور ان کے منصب سے نازل سمجھ کر بمصداق "حسنات الابرار سیئات المقربین" عتاب کی شکل میں یہ ارشاد فرمایا۔

وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ — اور تم اپنے دل میں اس چیز کو چھپائے ہو جس کو

وتخشی الناس واللہ احق ان تخشٰہ | اللہ تعالیٰ ظاہر کرکے رہیگا اور تم لوگوں سے گھبراتے ہو حالانکہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے یہ زیبا ہے کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کونسی بات چھپی ہوئی تھی جس کے ظاہر کرنے سے وہ شرماتے تھے مگر اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کرنے کا فیصلہ کرچکا تھا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں یہود نے اور اُن کی غلط اور اندھی تقلید میں بعض حاطب اللیل مفسروں نے جرح و قدح کئے بغیر خرافاتی ذخیرہ کو روایت کیا، اور العیاذ باللہ اُس کو قرآن عزیز کی اس آیت کی تفسیر قرار دیا۔

باطل روایت

دشمنان اسلام جب نصوص قرآنی وحدیثی میں دراندازی کے موقع نہیں پاتے تو اسلامی عقیدہ کی بنیادیں تزلزل پیدا کرنے کے لئے ایک دوسری راہ اختیار کرتے رہے ہیں وہ یہ کہ نصوص کی تفسیر وتاویل کے نام سے جھوٹی روایتوں کو گھڑ کر حدیثی روایات کی حیثیت میں پیش کرتے، اور سادہ لوح اور حقیقت ناآشنا راویوں کے ذریعہ اُن کی تشہیر کراتے تھے۔ یہی معاملہ اس واقعہ کے ساتھ بھی پیش آیا کہ "وتخفی فی نفسک"، کی تفسیر میں دجل وزور کی جس قدر نیرنگیاں پیدا کی جاسکتی تھیں پیدا کرنے کی سعیٔ ناکام کی گئی اور ایک من گھڑت افسانہ بنا کر پیش کر دیا گیا۔

بہرحال بمصداق نقل کفر کفر نہ باشد یہودی اور اسرائیلی افسانہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب کے مکان پر تشریف لے گئے حضرت زینب اس وقت ردا اور خمار میں ملبوس تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہلی بار دیکھا تو اُن کو بیحد حسین پایا اور اُسی سے دل میں یہ خیال پیدا کرلیا کہ کسی طرح زید اسے طلاق دیدے تو میں اپنے عقد میں لے آؤں مگر زید جب زینب کی شکایت کرتے تو آپ دل کے خلاف اُن کو یہی مشورہ دیتے کہ تم زینب کو طلاق نہ دو آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہ راز ظاہر کر دیا اور زید نے طلاق دیدی اور زینب آپ کی زوجیت میں آگئیں۔

یہ بیہودہ فسانہ خود آپ اپنی تکذیب کے لئے کافی ہے اور ایک سمجھدار انسان ایک لمحہ کے لئے

بھی اُس کو درخورِ اعتنا نہیں قرار دے سکتا اسلئے کہ حضرت زینب کوئی اجنبی عورت نہ تھیں جن کو آج پہلی بار آپ نے دیکھا ہو وہ تو آپکی پھوپی زاد بہن ہیں بچپن سے اس واقعہ تک شب و روز آپ کے سامنے آتی رہی ہیں، اُن کی زندگی کا ہر پہلو آپ کی نگاہ میں رہا ہے تو یہ روایت کیسے صحیح ہوسکتی ہے کہ آپ نے حضرت زینب کو آج پہلی بار دیکھا اور اُن کے حسن سے متاثر ہوئے۔

صحیح تفسیر یہی وجہ ہے کہ جمہور محققین علماء تفسیر و حدیث و سیرت نے حجت و برہان کے ساتھ متفقہ فیصلہ کر دیا کہ یہ روایت سرتاپا غلط اور بہتان طرازی کا بدترین نمونہ ہے۔ قرآن عزیز کی آیت کا صاف اور سادہ مطلب یہ ہے کہ انسداد ِ متبنیت کے سلسلہ میں جو اطلاع آپ کو دی گئی ہے وہ اگر آپ پوشیدہ بھی رکھنا چاہیں تو ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ تو خدا کا اٹل فیصلہ ہے جو ہو کر رہے گا۔ اور خدا کے خوف کے ساتھ خاندان و برادری کی ملامت کا خوف ایک پیغمبر کے دل میں جمع نہیں ہوسکتا اُس کے روشن قلب میں خوف خدا کے سوا کسی کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔ دنیا کچھ بھی کہے اور دشمن طعنہ ہائے دلخراش ہی کیوں نہ دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا فیصلہ اٹل ہے اور رسم جاہلیت کی تباہی آپ کے اس عمل سے ہی پوری کی جائیگی جس کا تصور بھی آپ کے لئے باعث صد اضطراب و قلق بنا ہوا ہے۔

مختصر یہ کہ قلب رسول میں صرف وہی اطلاع یا پیشگوئی پوشیدہ تھی وحی الٰہی نے واقع ہونے سے قبل ہی جس کی اطلاع آپکو دیدی تھی اور آپ بہ تقاضائے بشریت تہمت سے بچنے کے لئے اُس کو ظاہر فرماتے ہوئے پس و پیش فرما رہے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ العیاذ باللہ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی وحی کا ذرا بھی کتمان فرماتے تو یہ آیت زیادہ مستحق تھی کہ اس کو آپ ظاہر نہ فرماتے اور چھپا لیتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ اور آپ نے خدا کے اس فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔

پس احقار کی اس تفسیر کے علاوہ باقی تمام خرافی روایات گندہ اور ناقابلِ اعتنا اور کذب و بہتان کا

ناپاک ذخیرہ ہیں جن کے لئے اسلامیات میں کوئی جگہ نہیں ہے اور وہ صرف اسرائیلیات کی سحری
افسانوں ہی کی زینت بن سکتی ہیں اور بس۔

چنانچہ حافظ عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں۔

اجبنا ان نضرب عنها صفحاً لعدم صحتها فلا نوردها (ابن کثیر جز ۲۲)

ہم نے یہی پسند کیا کہ اس قسم کی روایات سے بالکل کنارہ کشی کرلیں اور ان کے بیان کو اس لئے نظر انداز کردیں کہ وہ قطعاً صحیح نہیں ہیں اور ناقابل اعتبار ہیں۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

لا ینبغی التشاغل بها (فتح الباری باب التفسیر جز ۸)

ان روایات کی جانب توجہ کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے

اور شیخ محمود آلوسی صاحب روح المعانی لکھتے ہیں۔

وللقصاص فی هذه القصة کلام لا ینبغی ان یجعل فی حیز القبول

اور اس واقعہ کے متعلق افسانہ گویوں کی قصہ گوئی ہے جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے۔

اور قاضی عیاض رح شفا میں اور اس کے شارح خفاجی نسیم الریاض میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم ما کان لنبی ان تکون لہ خائنۃ الاعین فکیف ان تکون لہ خائنۃ قلب (نسیم الریاض جلد ۴ ص ۲۹)

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ نبی کبھی آنکھ کی خیانت کا مرتکب نہیں ہوتا چہ جائیکہ وہ دل کی خیانت کا مرتکب ہو

اور اس روایت کو نقل کرنے کے بعد خاص اس واقعہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

قال القشیری وهذا اقدام عظیم من قائلہ وقلۃ معرفۃ بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبفضلہ وکیف یقال راٰها فاعجبتہ

امام قشیری فرماتے ہیں حضرت زینب سے متعلق یہ روایت قائل کی جانب سے سخت مجرمانہ اقدام ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مرتبہ اور فضل سے جہالت پر مبنی ہے

وهی بنت عمته ولم یزل یراها فقد وارت	اور یہ کیسے کہا جاسکتا ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاق سے حضرت زینب کو دیکھ لیا اور انکے حسن سے متاثر ہوئے جبکہ وہ آپکی پھوپی زاد بہن ہیں اور وقت ولادت سے آج تک آپ کے سامنے رہی ہیں اور آپ کے اور ان کے درمیان کبھی پردہ بھی نہیں رہا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ناطق تھا اور آپکی عملی زندگی سے انسداد تبنّٰی ضروری تھا اسلئے عالم تکوین کے فیصلہ نے واقعہ کی صورت اختیار کرلی اور حضرت زید نے تنگ آکر طلاق دیدی، اور وحی الٰہی نے حکم دیا کہ رسم بد کو ختم کرنے کے لئے تم زینب کو اپنی زوجیت کا شرف بخشو تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ منہ بولا بیٹا، حقیقی بیٹے کی طرح نہیں ہو اور اُس کی بیوی سے شادی کر لینے میں نہ اخلاق اور عقل کے نزدیک کوئی جرم ہے اور نہ دین فطرت کے نزدیک۔

فلما قضیٰ زید منها وطرًا زوجنٰکها لکیلا یکون علی المؤمنین حرجٌ فی ازواج ادعیاءهم اذا قضوا منهن وطرًا وکان امر اللہ مفعولاً ۝	پس جب زید نے زینب سے اپنی مرضی پوری کر لی تو ہم نے تم سے اُس کا نکاح کر دیا تاکہ آیندہ مسلمانوں کیلئے ایسی صورت میں کوئی دقت باقی نہ رہے کہ جب انکے منہ بولے بیٹے اپنی مدخولہ بیویوں کو طلاق دیدیں تو وہ ان سے نکاح کرسکیں اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہنے والا ہے

خلاصۂ بحث یہ ہو کہ خرافی روایات میں اُن آیات کی تفسیر جس آب و رنگ میں پیش کی گئی ہو نہ قرآن عزیز کے سیاق و سباق سے اُن کا جوڑ لگتا ہے اور نہ کسی صحیح حدیث سے اُن کی تائید ہوتی ہو بلکہ اسکے برعکس یہ آیاتِ قرآنی اور اسی سلسلہ کی صحیح روایات قطعًا ان خرافات کا انکار کرتی ہیں۔

اور قرآن عزیز کی آیات کی صحیح تفسیر صرف وہی ہو جو ہم نے تفصیلی طور پر پیش کی ہو اور جمہور محدثین، مفسرین اور ارباب سیر کے نزدیک نقل و عقل دونوں اعتبار سے یہی صحیح ہے۔